

حجیت حدیث و سنت

حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی مدظلہم

کتاب و سنت یعنی قرآن و حدیث ہمارے دین و مذہب کی اولین اساس و بنیاد ہیں، پھر ان میں کتاب الہی اصل اصول ہے اور احادیث رسول اس کی تبیان و تفسیر ہیں۔ خدائے عظیم و خبیر کا ارشاد ہے: ”وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الَّذِي كَرَّمْنَا بِالنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ“ (الآیہ) ”اور ہم نے اتارا آپ کی طرف قرآن؛ تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اسے خوب واضح کر دیں۔“

فرمان الہی سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مقصد عظیم قرآن مجسم کے معانی و مراد کا بیان اور وضاحت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرض کو اپنے قول و فعل سے کس طور پر پورا فرمایا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے ایک مختصر مگر انتہائی بلیغ جملہ میں یوں بیان کیا ہے ”کان خلقہ القرآن“، یعنی آپ کی برگزیدہ ہستی مجسم قرآن تھی، لہذا اگر قرآن حجت ہے (اور بلا ریب و شک حجت ہے) تو پھر اس میں بھی کوئی تردد و شبہ نہیں ہے کہ اس کا بیان بھی حجت ہوگا، آپ نے جو بھی کہا ہے، جو بھی کیا ہے، وہ حق ہے، دین ہے، ہدایت ہے، اور نیکی ہی نیکی ہے، اس لئے آپ کی زندگی جو مکمل تفسیر کلام ربانی ہے آنکھ بند کر کے قابل اتباع ہے ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“ خدا کا رسول تمہارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے، علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے علی و عزیز کی بارگاہ بے نہایت سے رفعت و بلندی کا وہ مقام بلند نصیب ہے کہ ساری رفعتیں اس کے آگے سرگرم ہیں حتیٰ کہ آپ کے چشم و ابرو کے اشارے پر بغیر کسی تردد و توقف کے اپنی مرضی سے دستبردار ہو جانا معیار ایمان و اسلام ٹھہرایا گیا ہے۔ ”وَمَا كُنَّا لِنُؤْمِنَ وَلَا مَوَئِدَةً إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا إِنْ يَكُونْ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ“..... ”کسی مومن مرد و عورت کو گنجائش نہیں ہے جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دے تو پھر ان کے لئے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔“ ربّ عظیم و عزیز کی ان واضح ہدایات کے بعد بھی کیا کسی کو یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں اپنی جانب سے تقسیم و تفریق کرے کہ یہ ہمارے لئے حجت ہے، اور یہ حجت نہیں ہے۔ نیز رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

الا انی اوتیت الكتاب ومثله معه الا یوشک رجل سباعاً علی اریکنه یقول: علیکم بهذا القرآن، فما وحدتم فیہ من حلال فاحلوه، وما وحدتم فیہ من حرام فحرموه، الا لا یحلّ لکم الحمار الاہلی، ولا ذی ناب من السبع، ولا کل ذی یخلب من الطیر“ (حدیث (رواہ ابو داود فی السنن فی کتاب السنۃ والاطعمۃ) [۱])

”بغور سنو! مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن دیا گیا ہے، اور قرآن کے ساتھ قرآن ہی جیسی (یعنی

- حدیث و سنت بھی) دی گئی ہے، خبردار رہو! قریب ہے کہ کوئی آسودہ حال شخص اپنی آراستہ بیچ پر بیٹھا کہے گا، اسی قرآن کو لازم پکڑو پس جو چیز اس میں از قبیل حلال پاؤ اسے حلال جانو، اور جو اس میں از قبیل حرام پاؤ اسے حرام جانو، خبردار تمہارے لئے گھریلو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ ہی شکاری درندہ اور نہ ہی شکاری پرندہ حلال ہے (حالانکہ صراحت سے ان جانوروں کے حرام ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے)“

اس حدیث سے درج ذیل امور معلوم ہوئے: (الف) قرآن ہی کی طرح احادیث بھی منجانب اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں۔ (ب) قرآن کی طرح احادیث بھی احکام میں حجت ہیں۔ (ج) اور قرآن ہی کی طرح ان کی اتباع اور ان پر عمل لازم ہے۔ قرآن و حدیث کی ان تصریحات کے مطابق حضرات صحابہ، تابعین، محدثین، فقہائے مجتہدین اور تمام علماء اہل سنت والجماعت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت اور اس کی تشریحی حیثیت پر بصیرت کے ساتھ یقین رکھتے ہیں، اہل اسلام کے کسی گروہ، یا فرد نے جب کبھی بھی حدیث پاک کی اس شرعی حیثیت پر رد و قدح کی ہے تو اسے یکسر مسترد کر دیا گیا ہے۔

غرضیکہ علماء حق کا یہی جادہ متوارث ہے۔ اپنے تمام اساتذہ کو بھی اسی موقف پر پایا، اور اب تک اس موضوع پر جن کتابوں کے مطالعہ کی توفیق ملی وہ تقریباً ایک درجن سے زائد ہیں ان میں صرف فرقہ قرآنیہ کے بعض مصنفین کی دو ایک کتابوں کے علاوہ سب میں قابل قبول قوی دلائل کے ساتھ حجیت حدیث کے مذہب منصور کا اثبات اور تائید و توثیق کی گئی ہے۔ بایں ہمہ ایک ہم عصر مشہور فاضل نے جو اپنی وسیع علمی خدمات کی بناء پر اوساط علمیہ میں اعتبار و استحسان کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اپنی ایک تحریر میں اس بارے میں میرے علم کے مطابق سب سے الگ ایک جدید نقطہ نظر پیش کیا ہے جو انہیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ ”حدیث اور سنت میں فرق (ہے) اور حجت سنت ہے حدیث نہیں“ زیر نظر تحریر میں اسی نقطہ نظر کا اپنے علم و فہم کے مطابق جائزہ لیا گیا ہے۔ واللہ هو الملمہ بالصواب والساد، وعلیہ التکلان والاعتماد۔

(الف) سنت کا لغوی معنی:

۱..... امام لغت مطرزی (متوفی ۶۱۰ھ) ”لفظ سنن“ کے تحت لکھتے ہیں:

”السنة“ الطریقہ ومنہا الحدیث فی محوس ھجر ”سنوا بہم سنۃ اہل الکتاب“ ای اسلکوا بہم طریقہم یعنی عاملوہم معاملۃ ھوۃ لاء فی اعطاء الامان باخذ الحزبۃ منہم۔ (المغرب، ج: ۱، ص: ۳۱۷)
 ”سنت“ طریقہ کے معنی میں ہے اسی معنی میں مجوس ہجر کے بارے میں حدیث ہے ”سنوا بہم سنۃ اہل الکتاب“
 ان مجوسیوں کے ساتھ اہل کتاب جیسا طریقہ اختیار کرو یعنی جزیہ لے کر امن دینے کا جو معاملہ اہل کتاب کے ساتھ کرتے ہو یہی معاملہ ان مجوسیوں کے ساتھ کرو۔

۲..... امام محمد بن الدین ابو ذر یالودی (متوفی ۶۷۶ھ) لفظ ”السنة“ کے تحت رقمطراز ہیں:

”سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصلہا الطریقہ، وتطلق سنتہ صلی اللہ علیہ علی الاحادیث المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم، وتطلق السنة علی المندوب، قال جماعة من اصحابنا فی اصول الفقہ: السنة، والمندوب، والتطوع، والنفل، والمرغب، والمستحب کلہا بمعنی واحد وهو ما کان فعلہ راجحاً علی ترکہ ولا اثم علی ترکہ“ (تہذیب الاسماء واللفظ، ج: ۳، ص: ۱۵۶)

”سنت کا اصل معنی طریقہ ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ اصطلاحاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث پر بولا جاتا ہے نیز سنت کا اطلاق امر مستحب پر بھی ہوتا ہے ہمارے شوافع فقہائے اصول کی ایک جماعت کا قول ہے کہ سنت، مندوب، تطوع، نفل، مرغب، اور مستحب یہ سب الفاظ ایک معنی میں ہیں یعنی وہ فعل جس کا کرنا نہ کرنے پر رائج ہے اور اسے چھوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“

۳..... ماہر لغت ابن المنظور (متوفی ۷۱۱ھ) اپنی گرانقدر تصنیف ”لسان العرب“ میں لکھتے ہیں:

وقد تکرر فی الحدیث ذکر السنة وما تصرف منها، والاصل فیہ الطریقہ، والسیرۃ، واذا اطلقت فی الشرع فانما یراد بہا ما امر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونہی عنہ وندب الیہ قولاً وفعلًا مما لم یسقط بہ الکتاب العزیز ولہذا یقال فی ادلة الشرع الکتاب والسنة ای القرآن والحدیث (فصل السین حرف النون، ج: ۱، ص: ۸۹)

”سنت اور اس کے مشتقات کا ذکر حدیث میں بار بار آیا ہے، اس کا اصل معنی طریقہ اور چال چلن کے ہے، اور شرع میں جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ کام لیا جاتا ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، یا جس سے منع کیا، یا جس کی اپنے قول و فعل کے ذریعہ دعوت دی جن کے بارے میں کتاب عزیز نے (صراحت) سے کچھ نہیں کہا ہے، اسی بناء پر دلائل شرعیہ (کے بیان) میں کہا جاتا ہے ”الکتاب والسنة“ یعنی ”قرآن وحدیث“۔

علامہ ابن المنظور کے کلام میں ”ما امر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونہی عنہ“ عام ہے جس میں امر و جوبی،

وغیر وجوبی اور نہی تحریمی وغیر تحریمی سب داخل ہوں گی۔

۴..... الحکم الوسیط مادہ سنن میں ہے: السَّنَنُ الطَّرِيقَةُ وَالْمِثَالُ یُقَالُ بَنُوا بِیُوتَهُمْ عَلٰی سَنَنِ وَاحِدٍ... وَالسَّنَةُ الطَّرِيقَةُ وَالسَّیْرَةُ حَمِیدَةُ کَانَتْ اَوْ ذَمِیمَةً، وَسَنَةُ اللّٰهِ حُکْمُهُ فِی خَلْقِیَّتِهِ، وَسَنَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا یُنَسَّبُ اِلَیْهِ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ تَقْرِیرٍ، ”وفی الشرع“ العمل المحمود فی الدین مما لیس فرضاً ولا واجباً“ (ص: ۴۵۶)

سنن طریقہ اور مثال کے معنی میں ہے اسی معنی میں بولا جاتا ہے ”بنوایوتہم علی سنن واحد“ یعنی اپنے گھروں کو ایک طریقہ اور ایک نمونہ پر بنایا... اور سنت بمعنی طریقہ اور طرز زندگی ہے یہ طریقہ خواہ محمود ہو یا مذموم، اور ”سنت اللہ“ کا معنی اللہ کا اپنی مخلوق کے متعلق فیصلہ کے ہیں، اور سنت رسول سے مراد وہ قول و فعل اور تقریر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں، اور فقہ میں یہ لفظ دین میں اس پسندیدہ عمل پر بولا جاتا ہے جو فرض واجب نہیں ہیں۔
(ب) حدیث کا لغوی معنی:

۱..... لسان العرب میں ہے: الحدیث نقیض القدیم ... والحدیث کون الشیء لم یکن، والحدیث الحدید من الاشیاء، والحدیث الخبر یتاتی علی القلیل والکثیر والجمع احادیث (ج: ۲، فصل الحاء حرف الراء)

”حدیث قدیم کا نقیض (یعنی مقابل مخالف) ہے، حدیث شے کا ہو جانا جو پہلے نہیں تھی، بمعنی جدید اور نئی، بمعنی خبر خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر، اور جمع ”احادیث“ ہے۔“

۲- ابن سیدہ (متوفی ۴۵۸ھ) انھیں میں لکھتے ہیں:

الحدیث الخبر، وقال سیبویہ: والجمع احادیث. (ج: ۳، ص: ۳۲۳)

حدیث کے معنی خبر کے ہیں اور سیبویہ نے کہا ہے کہ اس کی جمع احادیث ہے۔

۳- علامہ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی متوفی (۱۱۹۱ھ) کشاف اصطلاحات الفنون میں لکھتے ہیں:

الحدیث لغة ضد القدیم ویستعمل فی قلیل الکلام وکثیرہ (۲۷۹)

”حدیث قدیم کا ضد ہے، اور کلام قلیل و کثیر میں بھی استعمال ہوتا ہے۔“

۴..... علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۳ھ لکھتے ہیں:

کل کلام یتبلغ الانسان من جهة السمع او الوحی فی یقظنته او منامه یقال له حدیث . قال عز وجل:

وَإِذْ أَسْرَ النَّبِیُّ اِلَیْ بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِیثًا (التحریم: ۳، مفردات الفاظ القرآن، ص: ۱۲۴)

”ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچتا ہے کان کی جانب سے یا وحی کی جانب سے بیداری یا خواب کی حالت میں اسے حدیث کہا جاتا ہے۔ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: ”وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ“ ”الآیہ اور جب کہ کبھی نبی نے اپنی بعض بیوی سے ایک بات۔“

علمائے لغت کی مندرجہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ”حدیث“ از روئے لغت، جدید، غیر موجود کا وجود میں آ جانا، خبر اور کلام یعنی بات کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

سنت و حدیث کی اس لغوی معنوی تحقیق کے بعد ان ہر دو کی اصطلاحی تعریف ملاحظہ کیجئے، جس کے تحت علمائے حدیث، علمائے اصول فقہ، اور فقہ حنفی کی الگ الگ تعریفات نقل کی جا رہی ہیں؛ تاکہ مسئلہ زیر بحث میں ہر جماعت و طبقہ کی اصطلاحات سامنے رہیں اور غلط بحث سے بچا جاسکے۔ سب سے پہلے حدیث کی تعریف محدثین کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

حدیث محدثین کی اصطلاح میں:

شیخ ابوالفیض محمد بن محمد فارسی حنفی المعروف بہ نصیح ہروی (متوفی ۸۳۷ھ) اپنی مفید تصنیف جواہر الاصول میں حدیث کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

۱..... ”الحديث، وهو في اللغة ضد القديم، ويستعمل في قليل الكلام وكثيره، وفي اصطلاحهم: قول رسول الله صلى الله عليه وسلم وحكاية فعله وتقريره والسنة ترادفه عندهم“ (ص: ۱۰)

”لغت میں حدیث قدیم کا ضد ہے، اور تھوڑی و زیادہ بات پر بھی حدیث کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، اور محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و تقریر کی حکایت و بیان حدیث ہے، ان حضرات کے نزدیک سنت، حدیث کے مرادف ہے۔“

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) صحیح بخاری کے باب المحرم علی الحدیث کے تحت لکھتے ہیں:

۲..... ”المراد بالحديث في عرف الشرع ما يضاف الى النبي صلى الله عليه وسلم وكانه أريد به مقابلة القرآن لانه قديم“ (فتح البارئ، ج: ۱، ص: ۲۵۷)

”حدیث سے مراد شرعی و دینی عرف و اصطلاح میں وہ امور ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں،“ ما یضاف الی النبی“ میں حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس عموم کی جانب اشارہ کیا تھا، ان کے تلمیذ رشید حافظ سخاوی نے اپنی ذکر کردہ تعریف میں اسی کی تشریح و توضیح کی ہے۔ ”واللہ اعلم“

۳..... حافظ سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) ”حدیث“ کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

”الحديث“ لغة ضد القديم، واصطلاحاً: ما اضيف الى النبي صلى الله عليه وسلم قولاً له او فعلاً، او تقريراً او صفةً حتى الحركات والسكنات في اليقظة والنام، فهو اعم من السنة ... وكثيراً ما يقع في كلام اهل الحديث - ومنهم الناطم - ما يدل لترادهما “ (فتح المغيب، ج: ۱، ص: ۹)

”حدیث لغت میں حادث و نوپید کے معنی میں ہے اور اصطلاح محدثین میں حدیث وہ سب چیزیں ہیں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب ہیں (یعنی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، یا فعل، یا آپ کا کسی امر کو ثابت اور برقرار رکھنا، یا آپ کی صفات؛ حتیٰ کہ بیداری اور نیند میں آپ کی حرکت و سکون (یہ سب حدیث ہیں لہذا اس تعریف کی رو سے یہ سنت سے عام ہے، (جبکہ) علمائے حدیث (جن میں ناظم یعنی الفیۃ الحدیث کے مصنف حافظ عراقی (متوفی ۸۰۶ھ بھی ہیں) کا کلام کثرت سے یوں واقع ہوا ہے، جو حدیث و سنت کے ترادف اور ایک ہونے کو بتا رہا ہے۔

نادرہ روزگار علامہ عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) حدیث کی تعریف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۳..... واختلف عباراتهم في تفسير الحديث، فقال بعضهم: ما اضيف الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قولاً او فعلاً او تقريراً، او الى الصحابة، او الى التابعي، وحينئذ فهو مرادف السنة، وكثيراً ما يقع في كلام الحفاظ ما يدل على الترادف. وزاد بعضهم او صفة، وقيل روياء ايضاً بل الحركات والسكنات النبوية في المنام واليقظة ايضاً، وعلى هذا فهو اعم من السنة (ظفر الاماني مع تعليق علامہ شیخ ابوعدہ، ص: ۲۳)

”حدیث کی تفسیر و تعریف میں حضرات محدثین کی عبارتیں مختلف ہیں، بعض محدثین یوں تعریف کرتے ہیں وہ قول یا فعل یا تقریر جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں یا صحابی یا تابعی کی طرف ان کی نسبت ہے (وہ حدیث ہے) اس تعریف کی رو سے حدیث، سنت کے مرادف ہوگی اور حفاظ حدیث کے بکثرت کلام و تصرفات دونوں کے مرادف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔“

بعض محدثین نے حدیث کی تعریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات، اور خوابوں کا بھی؛ بلکہ بحالت نوم یا بیداری آپ کے حرکات و سکنات کا اضافہ کیا ہے؛ لہذا ان کی تعریف کے لحاظ سے حدیث میں سنت کے اعتبار سے وسعت و عمومیت ہوگی۔

سنت محدثین کی اصطلاح میں:

حافظ الدین ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) فتح الباری میں لکھتے ہیں:

..... والمراد ”بالكتاب“ القرآن المتعبد بتلاوته، و ”بالسنة“ ما جاء عن النبي صلى الله

عليه وسلم من اقواله وافعاله وتقريره وما هم بفعله، والسنة في اهل اللغة الطريقة وفي اصطلاح الاصوليين والمحدثين ما تقدم. (كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، ج: ۱۳، ص: ۳۰۶)

”الكتاب“ سے مراد قرآن ہے جس کی تلاوت کو عبادت گذاری ٹھہرایا گیا ہے، اور ”السنة“ سے مراد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال، افعال، تقریر اور وہ چیزیں ہیں جن کے کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد و ارادہ فرمایا، اور سنت اصل لغت میں طریقہ کے معنی میں ہے اور علمائے اصول اور علمائے حدیث کی اصطلاح میں یہی ہے جس کا اد پر بیان ہوا۔“

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرات محدثین اور اصولیین سنت کے اصطلاحی معنی میں متفق ہیں۔

۲..... علامہ بدرالدین عینی (متوفی ۸۵۵ھ) نے بھی بعینہ انہی الفاظ میں سنت کی تعریف ذکر کی ہے (دیکھئے عمدۃ القاری، ج: ۲۵، ص: ۲۳ کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة کی ابتدائی سطور)

۳- حافظ سخاوی متوفی ۲۰۹ھ نے اپنی نہایت مفید و محققانہ تصنیف ”فتح المغیث بشرح الفیہ الحدیث للعراقی“ میں سنت کی تعریف یہ کی ہے:

”السنن المضافة للنبي صلى الله عليه وسلم قولاً له او فعلاً او تقريراً، وكذا وصفاً وايماناً“ (ج: ۱، ص: ۱۳)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب قول، فعل، تقریر، نیز آپ کی صفات و ایام سنت ہیں۔ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سنت کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ سے متعلق تاریخ و واقعات کو بھی شامل کیا ہے، الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ انہوں نے یہی تعریف حدیث کی بھی کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث و سنت ان کے نزدیک ایک ہی ہیں۔“

حدیث و سنت ایک معنی میں استعمال کی چند مثالیں:

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات نے صراحت کی ہے کہ ائمہ حدیث کے کلام اور تصرفات سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث و سنت ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں، یعنی ان میں باہم نسبت تساوی کی ہے، تباہین یا عام خاص کی نسبت نہیں، ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

۱..... امام ابوداؤد بحتانی (متوفی ۲۷۵ھ) اہل مکہ کے نام اپنے مشہور رسالہ و مکتوب میں اپنی سنن کے

بارے میں لکھتے ہیں:

”فان ذكر لك عن النبي صلى الله عليه وسلم سنة ليس مما خرجه فاعلم انه حديث واو“ (رسالة الامام ابوداؤد السجستاني الى اهل مكة في وصف سنة مع تعليق شيخ عبدالفتاح ابو غده، ص: ۳۴)

”اگر تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کوئی سنت ذکر کی جائے، جس کی تخریج میں نے (اس کتاب میں) نہیں کی ہے تو جان لو کہ یہ حدیث ضعیف ہے“

امام ابوداؤد کی اس عبارت میں سنت و حدیث کا مرادف وہم معنی ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۲..... امام حافظ ابوبکر محمد بن مویٰ حازمی (متوفی ۵۸۳ھ) ناخ و منسوخ کے موضوع پر اپنی نہایت مفید کتاب ”الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار“ میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

فهذا کتاب اذ کر فيها ما انتهیت الی معرفته من ناسخ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنسوخه (خطبۃ الکتاب، ص: ۳) اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ناخ و منسوخ حدیثوں کا ذکر کروں گا، جن کی معرفت تک میں پہنچی سکا ہوں، اسی خطبہ کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

وانما اور دنا نبذہ منها ليعلم شدة اعتناء الصحابة بمعرفة الناسخ والمنسوخ فی کتاب اللہ وسنة نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ شانہما واحدة“ (ص: ۵)

”میں نے یہ چند روایتیں پیش کی ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ قرآن و سنت میں ناخ و منسوخ کی معرفت کا صحابہ کرام کو کس درجہ اہتمام تھا کیونکہ دونوں کی صفت (و جواب عمل میں) ایک ہے۔ پہلی عبارت میں حدیث ناخ و منسوخ کا اور دوسری عبارت میں ناخ و منسوخ سنت کا لفظ استعمال کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام حازمی حدیث و سنت کو ایک معنی میں لیتے ہیں۔“

۳..... سنت کی لغوی تحقیق میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت تہذیب الاسماء والصفات کے حوالہ سے اوپر ذکر کی جا چکی ہے:

وتطلق سنتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاحادیث المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم.

”اور سنت رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث پر ہوتا ہے۔“

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے سنت و حدیث کا ایک ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۴..... شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث و خبر کے درمیان فرق کے قول کو بیان کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

ومن ثم قيل لمن يشتغل بالتواريخ وما شاكلها الاخباری، ولمن يشتغل بالسنة النبویة المحدث،

وقیل بینہما عموم و خصوص مطلقاً فکل حدیث خبر من غیر عکس (زہبۃ النظر مع نور القمر ص: ۲۷)

”اسی فرق کی بناء پر جو شخص تاریخ یا تاریخ جیسے امور میں اشتغال رکھتا ہے اسے اخباری (مورخ) کہا جاتا ہے اور جو سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مشغول رہتا ہے اسے محدث کہا جاتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ خبر و حدیث میں عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ لہذا ہر حدیث خبر ہے اور ہر خبر حدیث نہیں ہے۔ اس عبارت میں ایک جگہ سنت اور دوسری جگہ حدیث کا لفظ استعمال کیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک دونوں ایک ہیں۔“

بفرض اختصار صرف چار مثالوں پر اکتفاء کیا گیا ورنہ علمائے حدیث کے کلام سے دونوں کے مترادف ہونے کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

عام طور پر متاخرین محدثین حدیث و سنت کی اوپر مذکور یہی تعریف کرتے ہیں، اور اپنے کلام میں عام طور پر دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی بیان کردہ تفصیلات سے معلوم ہو چکا ہے۔

ایک قدیم اصطلاح: علامہ محمد بن جعفر سبکی (متوفی ۱۳۴۵ھ) اپنی مشہور اور نہایت مفید تصنیف ”الرسالة المستطرفة لبیان مشہور کتب السنة المشرفة“ میں کتب سنن کے تعارف میں لکھتے ہیں:

”ومنہا کتب تعرف بالسنن وھی فی اصطلاحہم الکتاب المرتبة علی الابواب الفقہیة من الایمان والطہارة والزکاة الی آخرہا ولیس فیہا شیء من الموقوف لان الموقوف لا یسمی فی اصطلاحہم سنة ویسمی حدیثاً“ (ص: ۲۹)

”اور ان کتب حدیث میں بعض وہ ہیں جو سنن سے معروف ہیں اور سنن ان کی اصطلاح میں ابواب فقہیہ پر مرتب کتابیں ہیں یعنی ایمان، طہارت، صلاۃ، زکوٰۃ الی آخرہ یعنی اسی ترتیب پر پوری کتاب مرتب ہوتی ہے۔ اور سنن کی کتابوں میں موقوف روایتیں نہیں ہیں؛ کیونکہ ان کی اصطلاح میں موقوف کو سنت نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ حدیث کہا جاتا ہے۔“

سید شریف علی بن محمد جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) نے بھی اس اصطلاح کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

السلف اطلقوا الحدیث علی اقوال الصحابة والتابعین لهم باحسان وآثارهم وفتاواہم (خلاصہ ص: ۳۳) ملا علی کی شرح شرح نخبۃ الفکر کے صفحہ ۱۵۳ پر ”خبر، حدیث اور اثر“ کے بیان میں کتاب کے محقق نے خلاصہ کی یہ عبارت اپنی تعلیق میں نقل کی ہے

ائمہ سلف نے ”حدیث“ کا اطلاق صحابہ اور تابعین کے اقوال، آثار اور ان کے فتاویٰ پر کیا ہے۔

غالباً اسی اصطلاح کے مطابق امام عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی علوم میں

جامعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

الناس على وجوه، فمنهم من هو امام في السنة وامام في الحديث، ومنهم من هو امام في السنة وليس بامام في الحديث، ومنهم من هو امام في الحديث ليس بامام في السنة، فاما من هو امام في السنة وامام في الحديث فسفيان الثوري (تقدمة المخرج والتعديل لابن ابی حاتم، ص: ۱۱۸)

”علماء متعدد صفات کے حامل ہیں، ان میں بعض وہ ہیں جو سنت میں امام ہیں اور حدیث میں بھی امام ہیں، اور ان میں بعض وہ ہیں جو سنت میں امام ہیں اور حدیث میں امام نہیں ہیں، اور ان میں بعض وہ ہیں جو حدیث میں امام ہیں سنت میں امام نہیں ہیں تو جو سنت اور حدیث دونوں میں امام ہیں وہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یعنی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ احادیث مرفوعہ اور صحابہ و تابعین سے منقول آثار اور فتاویٰ سب میں امام و پیشوا تھے۔“

مفتدین ائمہ حدیث کی سنت و حدیث کے بارے میں فرق کی یہ ایک اصطلاح تھی؛ لیکن متاخرین کے یہاں اس اصطلاح کا استعمال نہیں ہے۔ مفتدین ائمہ حدیث اگرچہ سنت و حدیث کے درمیان اصطلاحی طور پر یہ فرق کرتے ہیں؛ لیکن عام طور پر وہ شریعت میں صحابہ کے قول کو بھی حجت مانتے ہیں؛ اس لئے اس اصطلاحی فرق سے ان کی حجت میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

ایک اور اصطلاح: بہت سے اصولیین اور بعض محدثین بھی سنت و حدیث میں اصطلاحی طور پر یہ فرق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور طریق صحابہ سب پر سنت کا لفظ بولتے ہیں، اور حدیث و خبر کا اطلاق صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر کرتے ہیں۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھتے ہیں:

وذكر ابن مئلك في ”شرح منار الاصول“ ”ان سنة تطلق على قول رسول الله صلى الله عليه وسلم وفعله، وسكوته وطريقة الصحابة، والحديث والخبر مختصان بالاول.

”سنت کا اطلاق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، سکوت، اور طریقہ صحابہ پر کیا جاتا ہے اور حدیث و خبر پہلے (یعنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خاص ہیں۔ (ظفر الامانی، ص: ۲۴-۲۵)

محقق علاء الدین عبدالعزیز بخاری (متوفی ۸۳۰ھ) اصول بزودی کی عبارت ”تمسكاً بالسنة والحديث“ کے تحت لکھتے ہیں: السنة اعم من الحديث لانها تتناول الفعل والقول، والحديث مختص بالقول“ الخ (كشف الاسرار، ج: ۱، ص: ۵۹)

”سنت“، ”حدیث“ سے عام ہے کیونکہ سنت فعل و قول (سب کو) شامل ہے اور حدیث قول کے ساتھ خاص ہے۔ یہی تفصیل تلویح اور عضدی میں بھی ہے۔

لفظ سنت وحدیث کے درمیان استعمال کا یہ فرق بھی بس اصطلاح ہی کی حد تک ہے، جس سے ان کی حجت قطعاً متاثر نہیں ہوگی؛ کیونکہ جو حضرات سنت کو عام معنی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے معنی میں لیتے ہیں وہ تو اسے حجت مانتے ہی ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو حدیث سے تعبیر کرتے ہیں اور سنت کا اطلاق اس پر نہیں کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث کو ہی حجت قرار دیتے ہیں۔

سنت علمائے اصول کی اصطلاح میں:

علمائے اصول جن کا موضوع احکام شرعی کے اصول و مأخذ کا بیان، اور کتاب وسنت کے نصوص سے اخذ معانی وغیرہ کے قواعد و ضوابط کی تنقیح وتدوین ہے، جب وہ اپنے موضوع کے مطابق فقہی احکام کے دوسرے مصدر و مأخذ کی حیثیت سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو اپنے فن کے تحت سنت کی تعریف بھی بیان کرتے ہیں بطور نمونہ اصول فقہ کی مستند و معروف چند کتابوں سے یہ تعریف نقل کی جا رہی ہے۔

۱..... قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) ”منہاج الوصول الی علم الہد؟ صول“ میں لکھتے ہیں:

الکتاب الثانی فی السنة: وهو قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم او فعله الخ.

”کتاب ثانی سنت کے بیان میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ہے۔“

شیخ جمال الدین اسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اقول: السنة لغة هي العادة والطريقة قال الله تعالى: ”قد خلعت من قبلکم سنن فیسروا فی الارض“ ای طرق، وفی الاصطلاح تطلق علی ما یقابل الفرض من العبادات، وعلی ما صدر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الافعال او الاقوال لیست للاعجاز وهذا هو المراد ههنا، ولما کان التقرير عبارة من الکف عن الانکار والکف فعل کما تقدم استغنی المصنف عنه به ای عن التقرير بالفعل“ (نہایت السؤل فی شرح منہاج الوصول الی علم الاصول علی الہامش التقریر والکبیر، ج: ۲، ص: ۵۲)

میں کہتا ہوں کہ سنت لغت میں عادت اور طریقہ کے معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قد خلعت الخ یعنی تحقیق کہ تم سے پہلے طریقے گزر چکے ہیں، لہذا زمین میں گھوم پھر (کر انہیں دیکھ لو) (آیت میں مذکور لفظ سنن بمعنی) طریقے ہے، اور اصطلاح میں:

(۱) ان عبادتوں پر سنت کا اطلاق ہوتا ہے جو فرض کے مقابل ہیں۔

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ان افعال و اقوال پر ہوتا ہے جو (صراحاً) قرآن میں نہیں ہیں، اور اس جگہ یہی دوسرا اصطلاحی معنی مراد ہے، اور جب انکار سے رکنے کو تقریر سے تعبیر کیا جاتا ہے تو ”کف“ یعنی رکنا (ایک)

فعل ہے اس لئے قول کے ساتھ فعل کے ذکر کے بعد تقریر کے ذکر کی مصنف نے ضرورت نہیں سمجھی۔
۲.....امام ابواسحاق الشاطبی (متوفی ۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

ويطلق لفظ السنة على ما جاء منقولاً عن النبي صلى الله عليه وسلم على الخصوص بما لم ينص عليه في الكتاب العزيز بل انما نص عليه من جهته عليه الصلوة والسلام كان بياناً لما في الكتاب؛ أولاً، ويطلق أيضاً في مقابلة البدعة، فيقال: "فلان على سنة اذا عمل على وفق ما عمل عليه النبي صلى الله عليه وسلم، كان ذلك مما نص عليه في الكتاب أولاً، ويقال: فلان على بدعة" اذا عمل على خلاف ذلك، وكان هذا الاطلاق الما اعتبر فيه عمل صاحب الشريعة فيطلق عليه لفظ السنة من تلك الجهة، وان كان العمل بمقتضى الكتاب.....ويطلق ايضاً لفظ السنة على ما عمل عليه الصحابة وجد ذلك في الكتاب او السنة او لم يوجد لكونه اتباعاً لسنة ثبتت عندهم لم تنقل البناء او اجتهداً مجتمعاً عليه منهم او من خلفائهم... واذا جمع ما تقدم تحصل منه في الاطلاق اربعة اوجه، قوله عليه الصلاة والسلام، وفعله، واقراءه- وكل ذلك اما متلقى بالوحي او بالاجتهاد، وهذه ثلاثة، والرابع ما جاء عن الصحابة او الخلفاء. (الموافقات، ج: ۴، ص: ۶۳۳)

”اور لفظ سنت ان امور پر بولا جاتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر آئے ہیں بالخصوص وہ امور جو قرآن مجید میں منصوص نہیں ہیں؛ بلکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی جانب سے مذکور ہیں، پھر وہ امور قرآن کی مراد کا بیان و تفسیر ہوں، یا ایسے نہ ہوں۔ اور سنت کا لفظ بدعت کے مقابلہ میں بھی بولا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں سنت پر ہے؛ جبکہ اس کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق ہو، خواہ یہ عمل ان اعمال میں سے ہو جن کی قرآن میں صراحت کی گئی ہے، یا ایسا نہ ہو، اور کہا جاتا ہے فلاں بدعت پر ہے؛ جبکہ اس کا وہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق نہ ہو، گویا اس اطلاق میں صاحب شریعت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عمل کا اعتبار کیا گیا ہے، اور اسی لحاظ سے اس پر سنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ عمل بتقاضائے کتاب الہی ہو۔“

نیز لفظ سنت کا اطلاق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عمل پر بھی ہوتا ہے قرآن وحدیث میں اس کے وجود سے ہم واقف ہوں یا نہ ہوں؛ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ عمل یا تو سنت کی اتباع میں ہوگا جو ان کے نزدیک ثابت تھی اور ہم تک نہیں پہنچی یا ان کے اجماعی اجتہاد یا خلفاء کے اجتہاد کی بناء پر ہوگا... ان مذکورہ صورتوں کو جمع کیا جائے تو سنت کے اطلاق کی چار صورتیں نکلیں گی:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول۔ (۲) آپ کا فعل۔ (۳) آپ کا اقرار و اثبات اور یہ سب یا تو وحی سے حاصل

شدہ ہوں گی یا اجتہاد سے یہ تین قسمیں ہوں گی۔ (۴) اور چوتھی قسم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا خلفاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت شدہ امور ہیں۔

محقق ابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) نے اصول فقہ میں اپنی مشہور و کثیر الفائدہ تصنیف ”التحریر“ میں سنت کی تعریف یہ کی ہے: ”وفی الاصول قوله عليه السلام وفعله و تقريره وفي فقه الحنفية: ما واطب على فعله مع ترك بلا عذر ليلزم كونه بلا وجوب، وما لم يواظبه مندوب ومستحب“ (التقرير والتحقيق شرح التحرير، ج: ۲، ص: ۲۲۳)

سنت اصول فقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں، اور فقہ حنفی میں جس فعل پر آپ نے مواظبت فرمائی ہے بغیر عذر کے کبھی کبھار ترک کے ساتھ (ترک بلا عذر کی قید اس لئے ہے) تاکہ لازم ہو جائے کہ اس فعل پر جتنی بھی بطور وجوب کے نہیں تھی (کیونکہ بلا عذر ترک فعل کی واجب میں رخصت و اجازت نہیں) اس تعریف کا صاف مطلب یہ ہے کہ فقہائے اصول جب فقہ کے ادلاء اربعہ کے ضمن میں سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے کرتے ہیں تو یہی سنت ان کے نزدیک مسائل کے لئے دلیل و حجت ہوتی ہے اور عبادات کے مراتب کی تعیین کے وقت بالخصوص فقہائے احناف فرض و واجب کے بعد اور فعل سے پہلے جب لفظ سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف ما واطب علی فعلہ الخ یا الطريقة السلوک فی الدین سے کرتے ہیں تو اس سنت کا ان کے نزدیک احکام شرعی کی حجت و دلیل ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو اس حکم شرعی کا عرفی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مع المواظبة ہر ترک ما سے ثابت ہوا ہے۔ سنت کی اصولی و فقہی یہی تعریفیں قدیم و جدید سب مصنفین اپنی اصول فقہ کی کتابوں میں بیان کرتے ہیں، ان سب کے ذکر میں تکرار محض اور طوالت ہے؛ اس لئے بطور نمونہ تین ماہر فن علما کی تحریروں پر اکتفا کیا جا رہا ہے، جن میں پہلے شافعی دوسرے مالکی اور تیسرے حنفی ہیں۔

حاشیہ: [۱] یہ حدیث بہت سی کتب حدیث میں بایں الفاظ مروی ہے:

عن المقدم بن معدی کرب الکندی، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم أشياء يوم خيبر: الحمار وغيره ثم قال: يوشك الرجل متكاً على أريكته يحدث بحديثي فيقول بيننا وبينكم كتاب الله ما وجدنا فيه من حلال استحللناه وما وجدنا فيه من حرام حرّمناه، الا وإن ما حرم رسول الله فهو مثل ما حرم الله (سنن الدارمی باب السنة قاضية على كتاب الله ج: ۱، ص: ۱۵۲)

